



# مرقع شعرا

اردو کے دس قدیم ممتاز شعرا کے معتبر حالات اور مستند تصاویر

ایک ہم عصر مولف کے قلم سے

مع پیش لفظ از حضرت مولانا ابوالکلام آزاد

— مرتبہ —

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ ڈی لٹ (اعزازی)

ممبر سائنس اکادمی ہند ۷۵۳۵  
— ناشر —

دھرم دھرم داس چاوڑی بازار دہلی



# مرقع شعرا

اُردو کے دس قدیم ممتاز شعرا کے معتبر حالات اور مستند تصاویر

ایک ہم عصر مولف کے قلم سے

مع پیش لفظ از حضرت مولانا ابوالکلام آزاد

— مرتبہ —

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ ڈی لیٹ (اعزازی)

ممبر ساهتیہ اکاڈمی ہند

— ناشر —

دھومی مل دھرم داس چاوڑی بازار دہلی

جملہ حقوق محفوظ

پہلی بار ۱۰۰۰

قیمت Rs. 100-00

# فہرست شعرا

پر وانه لکھنوی	ربانے جیوت سنگھ
تلی لکھنوی	رائے ٹیکارام
حسرت دہلوی	جعفر علی (استاد جرات)
ضیادہلوی	میر ضیاء الدین
فدوی لاہوری	کمند لال فدائی بیگ
قتیل فرید آبادی	دلوالی سنگھ محمد حسن
مصطفیٰ امر دہوی	غلام ہمدانی
مضطر لکھنوی	کرپا دیال سکسینہ عرف کنور سین
مظہر دہلوی	مرزا جان جان
میر	میسر محمد تقی



# پیش لفظ

## از قلم حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مرقع شعرا (نگار خانہ شعرائے اردو) ومضویات میر بخت میر

کیا گیا تھا کہ ورق کی ایک جانب شاعر کی تصویر درج کی جائے، اردو دوسری جانب محقر حالات اور کلام۔ یہ دہری طریقہ جسے جو ظفر خاں نے اختیار کیا تھا، فرق صرف یہ ہے کہ شعرا کا کلام اس کے قلم سے لکھا ہوا نہیں ہے، صاحب تذکرہ کا انتخاب ہے۔

افسوس ہے کہ یہ تذکرہ کے متفرق اوراق ہیں۔ ابتدائی اور فاتحہ کے اوراق ضائع ہو گئے، اس لئے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ تذکرہ کا مصنف کون ہے، کس زمانے میں مرتب کیا گیا اور کتنے شاعروں کی تصویریں پر مشتمل تھا؟ اوراق چلے ہیں، دس ہیں، اور حسب ذیل شاعروں کی تصویریں ان میں درج ہیں:-

- ۱۔ فدوی لاہوری
- ۲۔ مصطفیٰ
- ۳۔ حسرت
- ۴۔ مرزا مظہر جان جاناں
- ۵۔ مضطر
- ۶۔ پروانہ
- ۷۔ شتی
- ۸۔ میر تقی میر
- ۹۔ مرزا قتیل
- ۱۰۔ ضیاء

مضطر، پروانہ، اور شتی اس عہد کے ہندو شعرا ہیں۔ ان کے حالات مصطفیٰ کے تذکرہ میں بھی ملتے ہیں۔

اگر تذکرہ کے ان اوراق میں اور کچھ نہ ہوتا، صرف میر تقی میر اور حضرت مرزا مظہر کی تصویریں ہوتیں، جب بھی انکی غیر معمولی قدر قیمت کا ہمیں اعتراف کرنا پڑتا کیونکہ اردو شاعری سے ہم راہ رکھنے والا کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جو میر صاحب اور مرزا صاحب کی زیارت کا خواہشمند نہ ہو۔

اسی بنا پر میں نے رام بابو صاحب سے کہا کہ وہ ان اوراق کو فوراً اساتہ چھوڑ کر شائع کر دیں تاکہ تمام اصحاب ذوق انکے مطالعے سے خوش وقت ہو سکیں۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اب یہ اوراق چھپ کر آگئے ہیں، اور تمام تصویریں جس طرح مل گئیں تھیں، ٹھیک اسی طرح نقل ہیں یہی نمایاں ہو گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مجموعہ عام طور پر مقبول ہوگا۔

فارسی شاعری کے قدر دانوں نے ایران اور ہندوستان میں ایسے تذکرے اور مرقع تیار کرائے تھے جن میں ہر شاعر کے حالات اور کلام کے ساتھ اسکی تصویر بھی لکھوا کر شامل کی گئی تھی۔ شاہ عباس صفوی کے عہد کے مشہور مصور رضا عباسی کے حالات میں لکھا ہے کہ اس نے اپنے عہد کے بڑے بڑے شاعروں کی تصویریں کھینچ کر ایک مرقع میں جمع کی تھیں۔ رضا عباسی کی بنائی ہوئی تصویریں بڑی تعداد میں یورپ کے قدر دانوں کو مل چکی ہیں۔ پیرس اسکی تصویروں کی نمائش اور خرید و فروخت کا مشہور بازار تھا۔ جو تصویریں لوگوں کو ملی ہیں، ان میں کئی کئی تصویریں ایسی ہیں جنکی نسبت تیاں کیا جاسکتا ہے کہ شاید شعرا کی پہلا مشالیف۔ آرمین، ہارٹن نے ایلن، ہندوستان، اور ترکی کی قدیم تصویروں کا جو مجموعہ تین جلدوں میں شائع کیا ہے، اس میں رضا عباسی کی یہ تصویریں دیکھی جاسکتی ہیں۔ شاہ جہاں کے عہد کا ایک صاحب علم امیر ظفر خاں تھا، جو پہلے کابل کا پھر ٹبرکات گورنر ہوا، یہ خود بھی شاعر تھا اور شاعروں کا بہت بڑا مہربانی اور قدر دان۔ مرزا صاحب جب کہ ہندوستان میں رہے، اُسی کے دامن دولت سے وابستہ رہے چنانچہ اُسی مدح میں لکھے قصائد ہیں!

سلاہ گوشہ بہ خورشید وادہ می شکم  
بہ این غور کہ مدحت گر ظفر خاں غم

اسی ظفر خاں کے حالات میں صاحب آثار الامراء نے لکھا ہے کہ اس نے شعرا کا ایک تذکرہ اس طرح تیار کر لیا تھا کہ ورق کی ایک جانب شاعر کی تصویر بھی اور دوسری جانب اس کا کلام خود اس کے قلم سے لکھا ہوا، مناسب، حکیم، قدری، سلیم وغیرہ کی تصویریں یقیناً اس تذکرہ میں ہو چکی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اردو شاعری کے بعض قدر دانوں نے بھی اس طرح کے تصویروں تذکرے مرتب کرائے تھے۔ چنانچہ ایک فارسی تذکرے کے چند اوراق ڈاکٹر رام بابو سکینہ کو مل گئے ہیں جنہیں دیکھ کر مجھے تعجب انیز مسرت ہوئی۔ اس تذکرے میں یہ التزام



اس سلسلہ میں سب سے پہلا سوال جو پیدا ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس تذکرہ کا مصنف کون ہے؟ مرزا مظہر جان جانا کے حالات میں لکھا ہے:

”اس تذکرہ خاندان میں صرف نہیں حضرت کے حالات اور تصویریں درج کی گئی ہیں، جن سے میں ذاتی طور پر دوستی کا رابطہ رکھتا ہوں یا کم از کم کسی ان سے واقعات ہو گئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب اس دائروں میں نہیں آتے تھے، لیکن چونکہ میرے بھائی چیترا مل کے مرتبہ میں حضرت مرزا صاحب کی شبیہ دیکھی گئی جو انھوں نے بڑی کوشش سے ہم پہنچائی تھی، اس لیے میری طبیعت عقیدت اندیش نے یہ بات گوارا لی کہ اس شبیہ سے یہ نگار خانہ خالی رہے چنانچہ اسے بھی درج کیا جاتا ہے۔“

اس بیان سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ اس تذکرہ کا نام خانقاہ نگار خانہ رکھا گیا تھا جو پورے موزوں ہے۔

۲۔ مصنف کے بھائی چیترا مل نام کے ایک شخص تھے۔ یہاں بھائی کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حقیقی بھائی تھے اور میری ہو سکتا ہے کہ رشید درباری کے بھائی تھے جو حال بھائی تھے اور انھوں نے بھی وقت کے شاعروں کا ایک متن تیار کیا تھا، اور مرزا صاحب کی تصویر بڑی کوشش کے حامل کی تھی۔

۳۔ مصنف ہندو ہیں، کیونکہ اگلے بھائی چیترا مل تھے۔

بھودر میری جگہ دار گورنمنٹ مہض کے حالات میں لکھا ہے:

”برادر میراں برابر بزرگ بالیاں عوت لاگورنمنٹ مہض طرف دیوان دی برشا دوتم کا کستہ سکینہ فقیر سے بہت ربط رکھتے ہیں۔ یہ ربط مہض قراست ہی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فنی کی وجہ سے ہے۔“

یہ تصریح بہت صاف اور غیر متنبہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصنف کا کستہ سکینہ فقیر کیونکہ صاف لکھتے ہیں کہ لاگورنمنٹ قوم کا کستہ سکینہ سے میری قراست ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ تقریباً کس عہد میں یہ تذکرہ مرتب ہوا ہوگا؟ مصنف نے مرزا مظہر کے حالات لکھے ہیں اور میری لکھا ہے کہ ۱۹۱۱ء ہجری میں انھوں نے شہادت پائی، اس لئے ظاہر ہے کہ یہ تذکرہ اس زمانے کے بعد لکھا گیا ہے اور یہ عہد ایسا ہونا چاہیے جیکہ معنی، حسرت، تجلیل و تہنیت حیات تھے۔ میرزا صاحب نے بڑی عمر پائی اور ۱۲۰ سالہ عمر تک زندہ رہے۔ مگر دوسرے اشخاص اس سے پہلے انتقال کر چکے تھے، قیاس کا یہ ہے کہ یہ تذکرہ اٹھارویں صدی کے آخری برسوں یا انیسویں صدی کے اوائل میں مرتب کیا گیا ہو۔

تصویروں کو اس نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے کہ صرف مصوری کی خوبیوں کے اعتبار سے لکھا گیا درج ہے، کیونکہ جس زمانے میں تصویریں کھینچی گئی ہیں، وہ ہندوستانی فن مصوری کے خاتمہ و زوال کا زمانہ تھا، اور اگلے درجے کے مصور ابید ہو چکے تھے۔ ہندوستان میں کاغذ کا فن بھی ہاں کے آخری عہد میں شروع ہوئی، چنانچہ اگر عہد میں عروج و زوال تک پہنچی، اور شاہ جہاں کے عہد میں ختم ہو گئی، اس کے بعد جو مصوری رہی تھی، وہ فنی کی مصوری نہ تھی، بلکہ مصوری تھی، اور ایسے ہی

بازاری مصور کمزور ہیں بھی تھے، بہر حال فن کے لحاظ سے یہ تصویریں میری کچھ بھی ہوں، لیکن وقت کے اعتبار سے عام مصوروں کی کچھ بھی نہیں ہیں، چنانچہ ظہار کی یہ بیسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نیچے جو سب سے اچھے تھے۔

میرزا صاحب تصویریں پورے دکھائی نہیں دیتے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہاں پاس برس کی عمر ہو گئی، ڈاڑھی چڑھی ہوئی ہے، اور میراں ہمد کی عام وضع تھی، علاوہ شائع کے علاوہ بہت کم لوگ نجی ڈاڑھیاں رکھتے تھے۔ لباس دی ہے جو نصف الدولہ کے زمانے میں کمزور تھا، نجی جملی کا انگوٹھا اور دو ٹی ٹوٹی۔

مولوی محمد حسین آزاد نے تب حیات میں میرزا صاحب کے درود کو کمزور کی ایک کہانی لکھی ہے جس میں انھیں وہی لباس پہنا دیا ہے جو مرزا نے اپنے لطافت میں یہ غرض غرضی کے لیے جوڑ کر رکھا ہے یعنی بڑے گیر کا لباس، بڑے ایک تھان کا کمر بند اور کڑی دار چڑی سر پہ انھوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا ہے کہ اس کہانی کا تعلق کیا ہے، بظاہر یہ کہانی بھی ان کے ذہن و خیال کی وہی نفس ڈاڑھی ہے جسے نفس آرائیاں انھوں نے ناجائز شاعروں کے حالات بیان کرتے ہوئے کی ہیں۔ میرزا صاحب نے اپنے ظہار کیا کیا بود باش پر چھوڑ کر سنا سنو ہم کو غریب جان کے جس میں چھارے اس شوکر سامنے رکھا انھوں نے ایک کہانی تیار کر لی کہ میرزا صاحب کی وضع قطع ایسی تھی جسے دیکھ کر لوگوں کو بے اختیار سنی آگئی تھی، حالانکہ شمس جو لکھا ہے کہ ”ہنس ہنس چارے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ واقعی ہنس رہے تھے، غرض انہی جنسیت کی حالت کو ظاہر کرنے کے لئے شاعر طریقہ دیکھ بابت کہی ہے، ہر حال یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کہانی اصلیت پر مبنی ہے، یا غرض دکان کی بیل دلا رہے، اگر واقعی کوئی اصلیت رکھتی ہو، تو پھر میرزا صاحب کی اس تصویر کو دیکھنے کے بعد ہم بھی خیال کر سکتے ہیں کہ جب وہ کمزور تھے تو قدیم وضع کے لباس میں تھے مگر قیام کے بعد انھوں نے وہی وضع اختیار کر لی تھی جو تصویر میں نظر آ رہی ہے۔

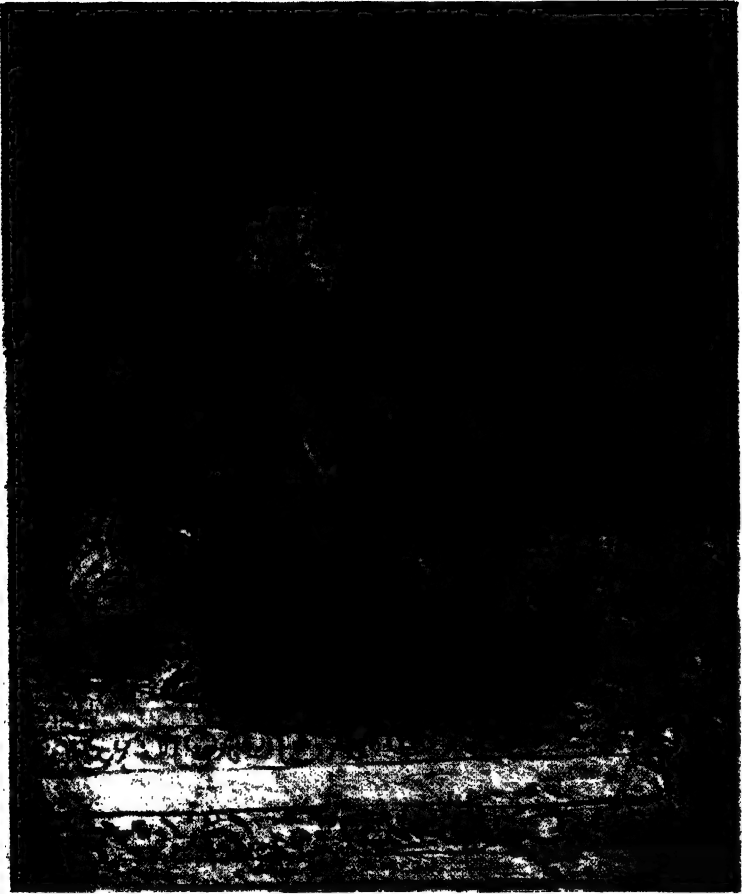
حضرت مرزا مظہر جان جانا ہندوستان کے کاہر شاعر طرقت میں تھے، اول اس درجے آدی تھے کہ حضرت شاہ ولی اللہ نے ان کے علم و بصیرت کے بلند مقام کا اعتراف کیا تھا، وہ اپنے ایک کتب میں لکھتے ہیں کہ میری انھوں نے ہندوستان کے اندر میری مدد نہیں ہے کہ بلا وجہ مدح کی بھی کر چکا ہوں، میں کہہ سکتا ہوں کہ آج اس درجہ کی شخصیت ابید ہے۔ شاہ صاحب کا یہ اعتراف دراصل اس حقیقت پر مبنی تھا کہ شاہ صاحب کی طرح مرزا صاحب بھی تعلیم و تحقیق کی بندشوں سے آزاد ہو چکے تھے اور فکر و نظر کا مجاہد و ذوق رکھتے تھے۔ مرزا صاحب کا مقام اس سے بہت بلند تھا کہ شاعروں کی صف میں انھیں جگہ دی جاتی، لیکن ان کے ذوق کی مامت نے انھیں اس میل میں بھی مرید کر دیا، وہ فارسی کے کتب مشق شاعر اور اردو شاعری کے سلسلہ صلی تھے، ہمیں ان کی شاعری کا سنا کر گراں ہوتا ہے کہ اس کی بدلت ایک شاعر نے ان کی تصویر ہم پہنچائی اور آج اس نگار خانہ میں ہم نے دیکھا ہے۔

ڈاکٹر رام پال سکینہ کو میرزا صاحب کی ایک غیر مطبوعہ مثنوی خود ہی کے قلم کی کہی ہوئی بھی لکھی ہے اسے بھی وہ شائع کر رہے ہیں۔





شہید اداے کالات فن  
چو پردار سوزد بہ شمع سخن



پردانہ لکھنوی۔ رائے جہونت سنگھ  
(شہید اداے کالات فن چو پردانہ سوزد بہ شمع سخن)



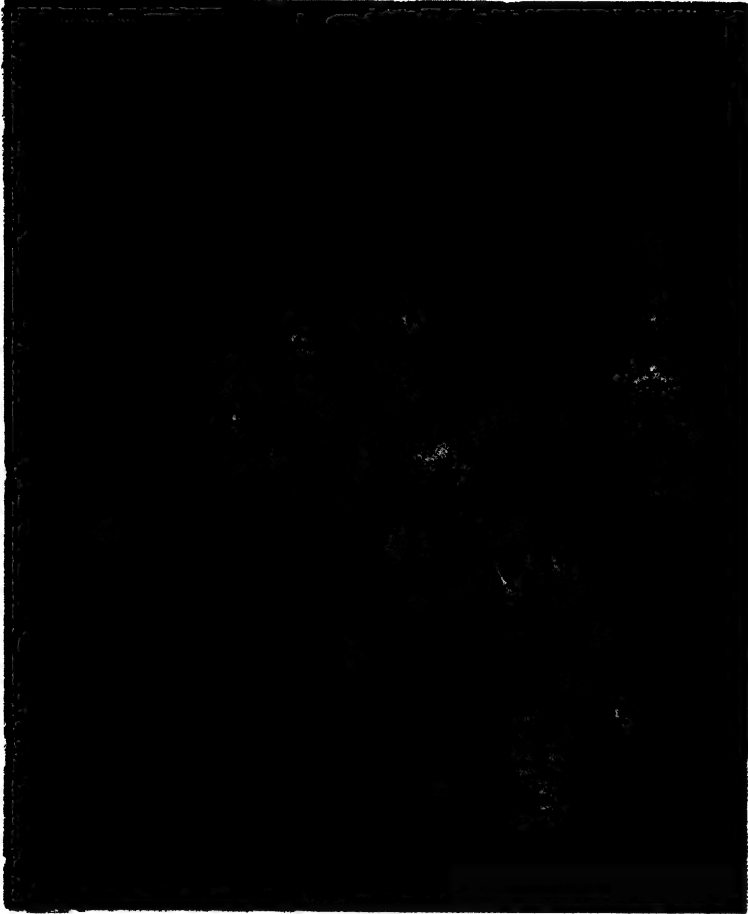
[illegible]

سرمایہ مروت و قنوت، گنجینہ محبت و اخوت، نیک طینت، نیک نہاد، والاہمت [عالیٰ انفرادی، کلام  
 نامیش جہنوت سنگ و تخلص گرامیش پروانہ، جوانے است شیریں حرکات و دلدادہ البست  
 نیل و ذات۔ گوہر محبتش بہ رقا صہ پیری رخسار گل اندام ہیرا نام ہمبسلک شدہ۔ و گویند کہ ہمیں معشوقہ  
 طناز سراپا ناز باعث موزونی طبع او شدہ بود۔ از بسکہ اول اول سکہ رنجیہ رواجے تمام و قبول عام  
 نہ داشت بہ گفتن شعر فارسی بہمت برگماشت۔ دیوانے محقر ترتیب داد۔ اصلاح شعر از مرزا فاحسر  
 مکتب میخواست۔ گفتہ اند کہ بہ میرزا سوء اعتقادے بہم رسانیدہ بود۔ بالحدہ بینہا تفاوتے  
 است کالارض و السماء۔ شورید گئے در کلامش رونمود بہ شیخ معصی رو آورد۔ مثلاً زالیہ مردے  
 است کار از مودہ، مرد و گرم روزگار چشمیدہ، عشرت و عشرت دیدہ، زرقا قص العیار بر چک نیا و زاز  
 پارس جانب ہندش برد و ذوق فارسی اورا بزبان ہندی سپرد۔ رفتہ رفتہ مایل رنجیہ گئی شد  
 دوستے پیدا کرد۔ بلکہ ہمہ گیری خود را برا مثال و اقران ہویدا کرد۔ محافل شعر و سخن ترتیب دیا  
 و چشنہ کان ذاللقہ کلام را ماندہ پیش نہاد۔ بارہا شریک محبت او شدم، برائے العین مشاہدہ  
 نمودم کہ فکر وے کمتر از سرافرازان زمانہ نیست و در فن رنجیہ گونی فسر و ترازی سچ لگانہ نیست۔  
 بیستے چند از زبان وے گاہ و بیگاہ شنیدم و برشتہء ترتیب موجب کشیدم۔ این است

آئینہ سال ہے صاحب جوہر کو رنگ غم  
 اسے شمع کچھ خبر ہے کہ شب بزم ناز سے  
 دیکھتے ہی اُس کے چہرے پر بحالی آگئی  
 جابلارندوں میں پھر پروانہ تو بہ توڑ کر  
 ایک دن دیکھا نہ تو عاشق کی غمخواری کرے  
 اس دور میں کہ عیب و ہنردوؤں مالک ہیں  
 تصویر تیری آنکھ میں پروانہ لے گیا  
 زعفرانی رنگ جو تھا اُس میں لالی آگئی  
 جب گھٹا گردوں کے اوپر کالی کالی آگئی  
 یو فاتو ہی بت کیا کوئی غم خواری کرے

دل داری

تپِ غم چو در جان محزون رود  
ز شعر تلی تلی شود



تلی لکھنوی۔ رائے پیکارام  
(تپِ غم چو در جان محزون رود ز شعر تلی تلی شود)







عالی حوصلہ، بلند مقام، سعادت آمار، [اے میکالام] ملاؤ زادہ لالہ بھوانی ناتھ منصب دار دیوانی کچہری  
 بخشی گری نواب وزیر غم فیض، وطن قدیم او متصل برآمدہ، اگر خوش درگھنؤ، نشوونما یافتہ۔ و از  
 ابتدائے سن شور پاپے ہمت بر جاوہ نظم گذاشتہ، در پاری پیش میرزا فخر ملکیت و در رنجستہ پیش  
 میان مصحفی زانوے اوب تہ کردہ۔ [اشعار] دلپذیر و مہنماے بے نظیر دارد بہ مجالس و محافل شعر و سخن  
 تزئینت خویش بسزای واجب انگار و خوب و خوش خود دلدادہ و دلجو ست۔ مراعات ہمزہ ہر ذمت  
 ست خود لازم شمر و برابر استیلائے ہر طالع زرافشان میگزرد۔ بارقم حریت مواخات  
 و ممانعت و در تہشش تہیب بہرست و بیخ رسیدہ باشد۔ خدایش در حفظ و امان خود نگاہ دارد۔  
 زانوے اوب تہ کردہ۔ اور قیاس پیشان لگاشتمی آید سے

یہ غرور اور یہ استسما و غلط	اس زمیں آسمان میں کچھ ہے
تو جو دریچے ہوا ہے اس کے تیش	میری جاں میری بان میں کچھ ہے
اسے اس کا نصیب کیا ہوگا	جس کا تو نے کہا کیا ہوگا
میریں سستی سے تو نہیں ملتا	غیر نے کچھ سکھایا ہوگا
ہزار عرصہ سے تجھ سے جاؤ اس کے تیش	کوئی وہ میرے ستارے سے باز آئے ہے
نہ جانے کیوں مراعہ خوار ہو گیا ناصح	یہ اور روز مری جان کھلے جائے ہے
مرا لگے کس گجریں مجھ بھی ہمیں	کسی نے اتنا نہ پوچھا کہ کون آئے ہے
تو یہ جانی جان ہے کافر	ایک جنگ کا جہان ہے کافر
خوہیں بے نہ وہ پری ہیں ہے	تھیں جو آن بان ہے کافر
بھی گناہ ہے مے تھو سے	کس قدر بد گمان ہے کافر
کیا پوچھتے ہو حال تم اس بے نصیب کا	میں تو یہی کہوں گا برا ہو رقیب کا
دیئے اگر نہیں ہوتی کو تم مجھ اور	بوسہ ہی ایک شمر کا اس کے صلائے

وحید زمان حسرة خوش نهاد  
 که چون اکس از بطن گیتی نزا د



حسرت دہلوی - جعفر علی استاد جرات  
 (وحید زمان حسرة خوش نهاد      کہ چون اکس از بطن گیتی نزا د)





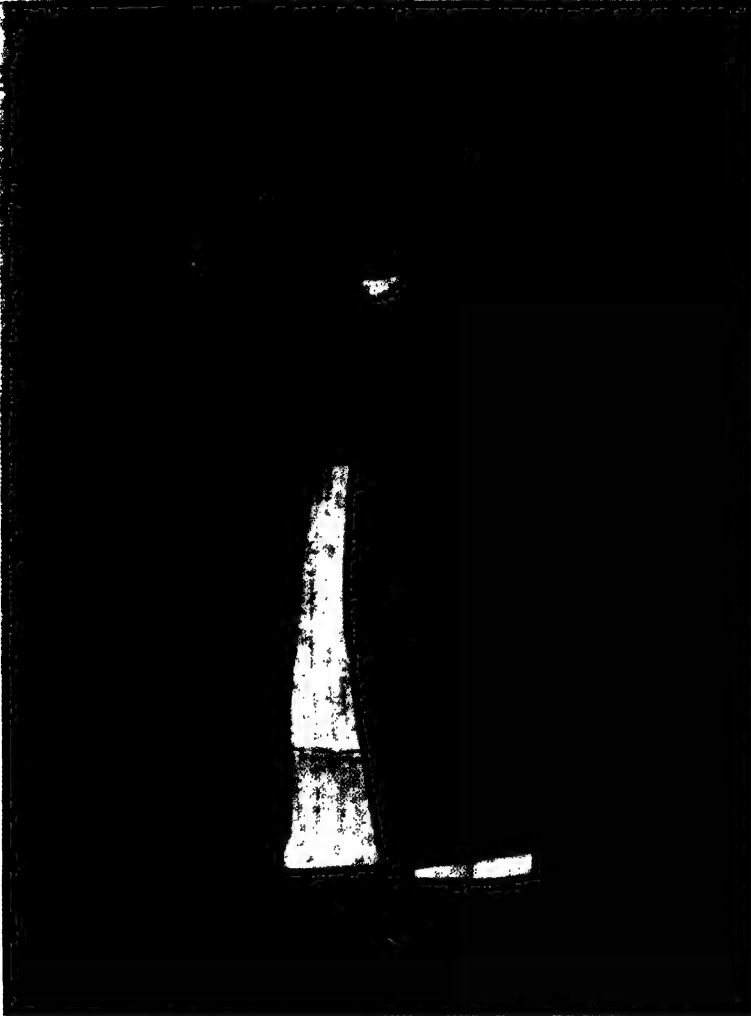
نامش جعفر علی، ابن ابوالوفاء، قدیم باشندہ شایعہ ان آباد بود چنانچہ نیا گانش تا بہ آخر عمر با نیا ماندند و دست  
از زندگی برقتانند۔ جعفر علی کہ حسرت مخلص اختیار کرد، ترک وطن شمار کرد و دور بلدہ لکنو رسید۔ چندے  
بہ صحبت اغنیاء روزگار گذرانید۔ چون صحبت پیشینہ برصم خورد، خود را از آزادگان روزگار شمرد۔ بے بیشہ  
عطاری بسر برد۔ چون پریشہ فہن ازل دست گیر شد۔ ہمت بر تخر و گماشت، دنیاے گذل را گزشتنی  
انکاشت۔ دست از ہمہ برداشت و بہ مسجد بساطیان در چوک بہ اعتکاف نشست۔ حالش این [است]  
الی ایوم چنین است۔ گفہتہاے دشمنو رہ نزدیک و دور۔ چنانچہ از دست۔

مجھے مک سانس بھی یہ درد و غم لینے نہیں دیتا  
رقیبوں کے حوالے کر کے خط کو نامہ بر آیا  
بتاؤ تو میاں حسرت یہ تم نے روگ کیا پالا  
فرقہ کوئی عیب نہیں اُس ترک چشم سے  
عجب کچھ درد ہے دل میں کہ دم لینے نہیں دیتا  
عزیز کو کب کہوں قاصد تو میرا کام کر آیا  
جو یوں بیٹھے بٹھائے [اس] بھرے گھر کو مٹا دالا  
مارے بہت پڑے ہیں مسلمان علی انخصوص  
دل ہمیں راب اٹھ بیٹھ دونوں وقت ملتے ہیں  
دم غنیمت ہے عزیز و تم کہاں اور ہم کہاں  
وے کی کیجئے حسرت بلاے ناگہانی کو

### قطعہ

گل روتے ہوئے جو اتفاقاً  
پڑھتا تھا یہ شہرہ وہ تہ خاک  
واماندوں پر دیکھئے کہ کب ہو  
کس کا ہے وہ جی جس پر یہ بیدار کرو گے  
بس سنئے ہی جس کے مر گئے ہم  
اپنا تونباہ کر گئے ہم  
لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کب یا د کرو گے  
رہ کے اے باغبان کیا کیجے  
ایک بیکس جوان کیا کیجے  
خاموش ہو مت پڑھ بہت اشق و جدائی  
کس کا ہے وہ جی جس پر یہ بیدار کرو گے  
آشیاں ہی اُجڑ گیا اپنا  
مفت مرتا ہے غم سے حسرت نام  
حسرت تری باتوں سے نکلتا ہے مرا جی

ضیائے فلک مرتبت ذی شعور  
ہوید از شمعش تجلی طور



ضیاء دہلوی - میرضیاء الدین  
(ضیائے فلک مرتبت ذی شعور ہوید از شمعش تجلی طور)





دشمنوں کو جو سداوت نبھانے پر توجہ نہ دے سکا  
 شہر اچھا آباد ہو کر خوشحال حال پہنچ گیا  
 غنیمت حاصل ہوئی کہ دشمنوں نے جو بھاری  
 باری باری کے ساتھ کیا تھا وہ سب بھاری  
 نقاب نہوار ہو کر بے نقاب ہو گیا  
 ہواں اور چھوٹی چھوٹی سی چیزیں جو  
 دل کے آب و ہوا بن گئیں

ہیں کیا نہ گلاب کی گلاب

نہ گلاب کی گلاب

دیکھ تو میں نے جو آب و ہوا

خوشی ہو کر ہوئی وہی اب و ہوا

فوج کو پتہ نہ رہا کہ جہاں

جنگ کے پہلے تھے وہاں

ہوا و ہوا کی آواز

رہی تھی جو جگہ

پہنچتے تھے جگہ

پہنچتے تھے جگہ

پہنچتے تھے جگہ

پہنچتے تھے جگہ

پہنچتے تھے جگہ

دل کے آب و ہوا بن گئیں

بستیوں پر نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

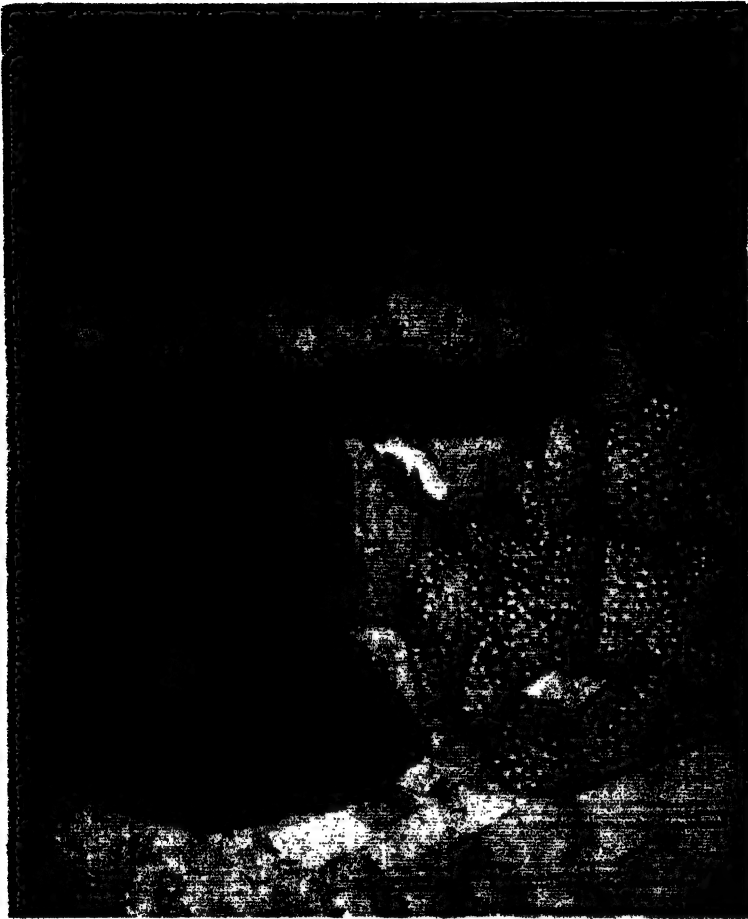
نہ رہا نہ رہا

نہ رہا نہ رہا

دُرخشندہ گوہرِ محرابِ سیادت، رخشنہ اخترِ برجِ سعادت، مخلص بے ریا، میرِ فیاض، الدینِ فیاض، مولانا نثار علیہ پاک  
 شہبازِ آباد و مولانا شہبازِ محالِ طبعِ عظیم آباد۔ درخش و عاشقِ لیکانہ، درادائے مضامین گو ناگوں فرد زمانہ  
 سخنِ اوجِ مثال، کلاشِ مانا بہ بدرِ کمال، الطیفہ گو، بذلہ سنج، بے کدورت، مرتضیٰ مرتضیٰ، شہبازِ رامبیل  
 پارسی لاندہ و ہم گہائے خوشترنگِ بزمینِ ہندی و ماندہ۔ اشعارِ آبدارِ شش از غایتِ شہرتِ احتیاج  
 انتخاب نہ وارو، مگر بسببِ التزامِ چندے از آں لصفہ کاغذی می آرد۔ سنِ تیرہفیش چہل و پنج رسیدہ، مگر  
 دیوانِ ادبِ ہنوز تدوینِ ندریدہ۔ امید کہ ایں بہارِ زود از زود جلوہ آراے باصرہ گردو۔

دل کے اٹھ ہونڈے سے کیا ہوگا	جل گیا ہوگا بل گیا ہوگا
بیتوں میں نہیں [ضیا] کا پتا	جنگلوں کو نکل گیا ہوگا
لوہو برساتا تھا جب یہ دمدم وہ دن گئے	دبیدہ خونیں کچھ اب تو آگ برسانے لگا
قیس دیوانہ ہوا اور کوئین جس سے مَوا	عشق ہم کو بھی وہی اب کام فرمانے لگا
میں نے کل پوچھا [ضیا] اسے دل کو کبھر کھو دیا	اس نے کوچے کو ترے بتلا کے ٹپ دے رو دیا
دو اشکِ گرم پر اب فادر نہیں رہے ہم	رورو کے پہلے ہم نے دریا بہا دئے ہیں
نہ جانے دئی واو نے اسے کتنا سنیا ہے	ضیا روتا دوانا سا پھیرا کرتا ہے صحرایں
اب چلیں اپنی جستجو کے تئیں	ڈھونڈھ کر سس کو تھک گئے ہیں ہم
جادو عیشِ ہم سے چھوٹ گیا	چلتے چلتے بھٹک گئے ہیں ہم
مجھ سا بندہ نہیں خدائی میں	ہاتھ سے اے صنم نہ کھو مجھ کو
آہستہ پاؤں کھیو [لے] [لے] گل چمن پر	سوتے ہیں اس زمیں میں نازک دانغ کتنے
دورِ خزاں میں یارب کیسی ہوا چلی ہے	گل ہو کر رہ گئے ہیں گل کے چپ دانغ کتنے

مذہبیت ہر چند فدویت این  
شناسندہ رمز معینیت این



فدوی لاہوری <sup>مستبدان</sup>  
نمای بیت  
(مذہبیت ہر چند فدویت این شناسندہ رمز معینیت این)





مرزا فدوی لاہوری الاصل است۔ خود گفتہ کہ از اسم سابق خود، کمتدلال کہ در ایام جاہلیت باوے موسوم بودم، مشرم دارم، و حالاکہ بر بقعہ اسلام آمدہ بہ فسدائی بیگ موسوم، بر زبان نشانی آدم۔ دعویٰ دار شتر نجینہ و مضامین رطب و یابس نجینہ دوست۔ بر سر آمد شعرا مرزا رفیع طرح محاربہ و مجاہدہ انداختہ طرف شد و فیما بین ہوا بے کر یک بیان آمدہ۔ از بس امار و پستی کارش بر سوائی کشیدہ و افسانہا سے بیربطی اور بزبان خاص و عام رسیدہ۔ بہ مجلس نواب ہریان خاں رند و امیر الامرا و ضابطہ خاں ہم دخلے یافتہ۔ وار بچھے جا یا بہ سبب برہم زدگی مزاج اُمرانادینی ماویدہ۔ بہ شتر نجینہ ربطے خاص دارد واحدے را مسر خودنی شتارو۔ و الحاق بہ بدیہ کوئی و قطعہ کوئی بر عجب و غرور خویش بر مانے ساطع۔ چندے زاد مانے طبع اور برے اہل نظر مہیا دارم و مے نگارم۔ بر خودی لرزم کہ مہیا و انتخاب مناسب طبع نازکش نہ افتد۔

مجھ پر یہ ظلم یہ جفا باعث	کچھ تو میں بھی سنوں بھلا باعث
تجھ کو ایسا ہی جیب نہ تھا منظور	وعدہ پھر کیوں کیا تھا کیا باعث
غیر سے مل کے کیا ملا تجھ کو	ستم ایسا دیکھ بت باعث
مت ان جفا شعاروں [سے] کچھ بات کیجیو	غفے میں پھر رہے ہیں یہ ظالم بھرے ہوئے
کیسے جینے کی توقع ہو بھلا اے فدوی	عمر آخر ہوئی پیمانہ ہی بھرتے بھرتے
سرور آپ بھی تھیں اور درد بھی تھا دل میں تھا	پڑ گیا رات کو شیدا نرا مرتے مرتے
نے ہمیں تاب خموشی ہے نہ یار [اے سخن	بات بھی تجھ سے جو کہتے ہیں تو ڈرتے ڈرتے
کی آنکھ بند دیکھا تو موسم خزاں کا تھا	اک فرصت نگاہ میں جاتی رہی بہار
غافلگوں کی یاد سے رکھا نہ ایک پل	آ آ کے تیر میں بھی ستاتی رہی بہار

ذکی و ادیب و فہیم و عقیل  
عروس سخن راست پس قلیل



قلیل فرید آبادی دلوالی مسیح  
مدرسین  
(ذکی و ادیب و فہیم و عقیل عروس سخن راست پس قلیل)







مرزا قاتیل - نام نامیش محمد حسن قتلص او قاتیل - گویند کہ اصل او از فرید آباد من تو ابسات  
 شاہجہان آباد بود و در خانہ صاحب دولت کہ در گاہی مل نام داشت بعرضہ شہود و  
 وجود قدم گذاشت - و قدرے عمر گرانیہ کہ از عہد طفلی بیرون نہ باشد - تخم تائف گزشتگان  
 بہ مزرع دل کاشت - یعنی بہ دین پیشینان خود ماند و اشہب زندگی بساویہ فسادات راند -  
 بجسے بر نیامد کہ بر بہنونی توفیق ازل بہ حلقہ اسلام آمد - زاد بوم واقربا را گسیل کرد بہ معسور  
 کا پی کہ جائیت مطبوع - رسید و شربت عیش مصاحبت نواب عماد الملک چشید - چنگ بہ خوش  
 دلی گزاشت - من بعد بہ بیت الامارت لکھنؤ رخت کشید - از بسکہ ملا داشت و رست کردہ بود  
 اکثرے از اہالیان شہر زانوسے تلمذتہ کردہ عقیدتندان خدمتہا کردند - و الخ کہ و رغبت در سیہ  
 فارسیہ نظیر خود نہ داشت - قواعد زبان فارسی را کما حقہ سے دانست و طرز نگارش  
 او بہ فصیحان زمانہ میمانست - تصنیف ہائے مفیدہ از دوست و قلم دے بر دے کار آمد  
 بہ نظم فارسی دستہ داشت و بہت بہ ترتیب دیوان نگاشت - اہل ذوق فہم  
 بایش برداشتند - بر شہ از اشعار آبدار رغبت ہم از و سرزدہ - گاہے بہ خاطر احباب  
 بہ مجالس رنگین شعر رغبتہ چیرے میخواند - از احباب و اصحاب آفرین ہائے می شنود - بندہ  
 دوبار بہ ملاقات او سر فراز گشتم - رغبتہ اش از بیاض او بیرون نہ رفتہ - بسعی  
 بسیار چندے اشعار فراہم آوردہ بہ بیتہ الفاظین می سازم -

اُس زلف کی کیا بات ہے آدھی ادھر آدھی ادھر

پھیلی یہ کانی رات ہے آدھی ادھر آدھی ادھر

زندہ کرو ہو مردوں کو تم ایک آن میں	عیسیٰ کا معجزہ ہے تمہاری زبان میں
دے سب جو چل رہے ہیں اشارات پر ترے	اترے گئے پورے عشق کے تجھ امتحان میں
کیسے کیسے چلے چلے ہیں ہم	وہ کہے ہے ابھی بچھے ہیں ہم

شنا سائے رمز جلی و خفی  
حق آگاہ روشن رواں مصحفی



مصحفی امروہوی۔ غلام بہرانی  
شنا سائے رمز جلی و خفی      حق آگاہ روشن رواں مصحفی



[illegible]

نامش غلام بہلانی ابن مولوی درویش محمد بروالد مفعولہ مولدش قریۃ اکبر پور میں تو باغات پہلی و مسکن  
 خود و بزرگوارانش قصبہ مروہ۔ عمرش قریب شصت و چار۔ لانی نظم آبادارش بے شمار تالاب یکے از  
 موجدان و ماہران فن شعر نیست، لکن آزادانہ بہر جاوہ دشوار قدم میگرد و بہ سی مراد طے میکند۔  
 بختہ مشفق، زودگو، نکستہ سخن، طرز گفتار شش آسان تر مگر زمین ہائے سنگلاخ۔ تلامذہ او بسیار  
 و اکثرش متعارف و فرماں بردار۔ با اکثر اپناے زمان و معاصران خود اُلفت و محبتہ دارد۔ اکثر را از آن  
 زمرہ ہمپا یہ و ہمتاے خود فی انکار د۔ دیوان ہائے رغبتہ و پارسی ترتیب دادہ و بعضے تصانیف  
 نایاب مثل تذکرہ نوادر مصحفی محفوظ و مصنون دارد۔ کلام بلاغت نظام ادبیش از پیش بہ درویش  
 رسیدہ۔ چندے از آن برائے انتخاب گزیدہ، شامل و داخل این نگارخانہ بدیع گردیدہ۔  
 برہم زن تقریر نہیں پیرد جواں کا جوں غنچہ میں عقدہ ہوں پراپنی ہی زباں کا  
 زلفوں کی برہمی نے برہم جہان مارا پلکوں کی کاوشوں نے سینوں کو چھان مارا  
 بلب خوش صغیر ہوں گلشن روزگار کا کچھ میں نشید خواں نہیں زمرہ ہمپا رکا جیسے بجلی چمک کے اٹھ جانا  
 ہائے اس کاہک کے اٹھ جانا جو تو اے مصحفی راتوں کو اس شدتِ رسد کا  
 یوں سر کے بال اُس کے پریشان ہیں تمام گویا کسی کے مرنے کا ماتم کیا ہے اب  
 آتش کدوں کو آہ مری سرد کر چکی بل بے گھمنڈ قصدِ جہنم کیا ہے اب  
 کس راہ گئی میلی کا محمل نہیں معلوم ہے یاد یہ ایک اور ہمیں منزل نہیں معلوم  
 جب کبھی تیغ نکالی ہے مرے قاتل نے سب سے پہلے میں ہی میدان میں طبعیٹھا ہوا  
 کوچہ زلف میں پھرتا ہوں تھکتا کب کا شبِ تاریک ہے اور طلی نہیں راہ کہیں  
 بیدار ہیں طالع انہیں لوگوں کے جو ہرگز پاؤں پر ترے رکھ کے سراپنا نہ اٹھائیں  
 اسیر مر گئے لاکھوں نفس کد کے قریب کہا تھا آکے کسی نے بہ رآئی ہے  
 مصحفی عشق کا اب نام نہ لے جان رکھی ہے خدا نے تیری

بہ نام دیہت جوان  
 شفیق دلی مفطر خوش بیاں



مفطر لکھنوی برکات الہیہ دیہت جوان  
 (بہ) دیہت [بہ] نام دیہت جوان شفیق دلی مفطر خوش بیاں





[illegible]

نیز ہاوا کی بنائے میں رہا ہے۔

ہیں جس کے نوکھ دونوں بخت آزمائی کہے

بہت دیر زکوٰۃ کر چکے ہوں

نورالدين صاحب نورالدين اسم

سیری فی خطا تقویٰ کہ وہ ہمیشہ بہرہ رسانی

عین پر جا کر سونے بدلا

نامہ چھپنے سے ایک

برکات  
عزیزانِ جگر میں دلچسپی رکھیں

دستِ زندار کے اور گزرائی کیجھے

لہذا یہ موضوع کیونکر ہو سکتا ہے۔

وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا اور اسے دیکھا ہے

مجلس شورای اسلامی

مجموعہ مجبور - مجموعہ مجبور

مظفر آباد کا نام اور

وہی ہے جو کہ ان کے لئے ہے

برادر بچاں برابر، دُرج شرافت را خشنده گوہر، عزیز کپاویاں عرف لاکہ کنور سین مفسر خلف دیوان  
 دیہی پرشاد، قوم کا بیتھ سبکسہ، کہ از آوان صبا لے الحال شملہ سوز سخن سخی ورسینہ دارد و مضامین نوبہ  
 نوبزبان پارسی و ہندی می نگارد۔ ویا و صفے کہ بہ سبب معاش و کار و بار سرکاری اقتدار شاعری گونا  
 گوں دارد، لحظہ از فکر شعر غافل نمی گذارد۔ وریا داشت کلام اسانڈہ جدیدہ قدیم ضرب مثل۔ اوقات  
 بہ ذوق مطالعہ و کتب بینی بسر بردہ و دفترہما از اشعار [پارینہ] یاد گرفتہ۔ ازیں است کہ حرفیاں چوں  
 باہم بیادیزند باومی آمیزند و سندا زد گرفتہ بہ حرفیاں جواب می دہند۔ بر کلام او مرد ماں حسد بردند  
 و ایراد ما کردند، جواب دیاقتند و مایوسانہ نجلت زدہ نشستند۔ با فقیر ناز راہ قرابت بل بسبب ہم فنی  
 ربطے تمام دارد۔ چوں گاہے بہ وطن ما و ف لکھنؤ معاودت میکند، اوقات شبانہ روزی بہ ہم نشینی می گذارد  
 عمرش قریب چیل و ہشت رسیدہ باشد۔ کلامش از نظر اسناد زمانہ میاں معصفی گزشتہ، دیوانے از ریختہ  
 و فارسی ترتیب دادہ۔ و ز فکر نوشتن تذکرہ ہندی گویان میری برو چندے از اشعار و انتخاب زدہ بر می نگارم  
 پھرتے ہی اُس دشمن جاں کے حسدانی پھر گئی

میرے نالوں کی زمانے میں دہائی پھسر گئی

بن کے تو کچھ دنوں نجات آزمائی کیجئے

بہت دن زندگانی کر چکے ہم

تری باتوں سے اب تو ڈر چکے ہم

میری ہی خطا تھی کہ مری چشم بھرائی

دنیا میں یہ جب کہ مجھے بدنام کرائی

نامہ [بر] پر مجھے رسم آتا ہے

چھریاں جسکے میں مار چھتے تم بھلے ملے

اب و بدلدار کے اوپر گدائی کیجئے

کہاں ہے موت سے کہہ دو کہ آئے

جو ہوئی تھی ہوئی وہ بات ناصح

خبر تو گلے پر مرے وہ پھیر رہا تھا

مفسر مرا کیا کام [کیا] آہ رسا نے

اُس کے کوچے کی طرف جانا ہے

ملنے سے تو نہ ملتا ہی اچھا تھا آپ کا

خیالات عرفان را رهبر است  
به اظهر حق نیز از مظهر است



مظهر و پیری مرزا جهان جهان

(خیالات عرفان را رهبر است - اظهر حق - مظهر است)





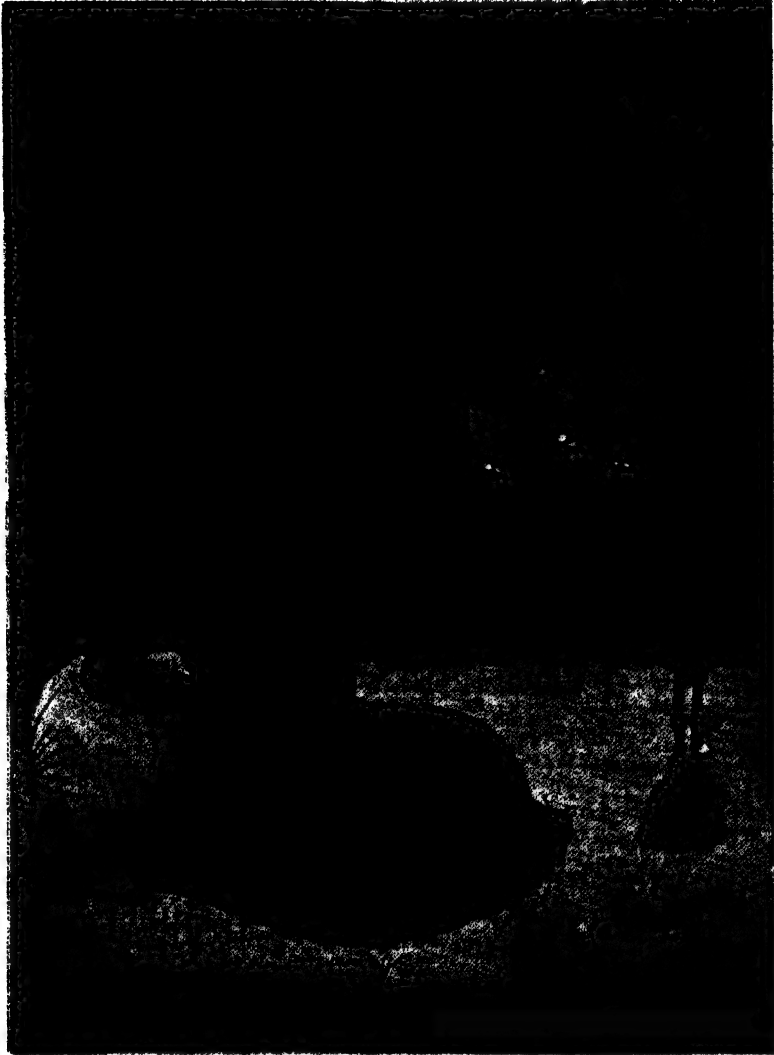
ہر چند حالاتے و شبہاتے کہ درین نگار خاند انتخاب زود ام، متعلق بر کسانے است کہ بذاتہ  
 رابطہ انتخاب ایشاں دارم، یاد و حضور ایشاں گاہے اتفاق ملازمت افتادہ، مگر چون درقع  
 برادر چھتر مل شبیہ صداقت ماب حضرت میرزا جان بنان، کہ او شان سستی نام و جہد مالا کلام  
 بہم رسانیدہ اند، بنظر رسید، خاطر عقیدت مائزہ خواست کہ غماض کردہ و گذرد، لامحالہ یہ  
 کہ ایف غلطہ دلی نگار خاند نمودم۔ میرزاے موصوف بہ شخص نظر معروف، بزبان پارسی شہرت  
 غلبہ، بسیانی پیدا شدہ و گاہے ہمت والا رتبت بنظم خیالات و رغبت می گماشتند۔  
 اگرچہ شعر و شاعری و دن مرتبہ اوست، پس کہ ذات گرامی صفت تھے کہ سبک مسلک  
 لا رتبت، سانس، ماعد حنوت، شد، از خیالات ثرو لمیدہ، کہ موسوم بہ سخن است،  
 چہ لالہ، کہے، و انک، و نف، سید و تجید باشند، بر پوچہ بانی نمک نہ چہ نازد۔  
 تر بھو سے میں تا محسن ہر نازک عہد چہ، سخاوت خیالات بشورہ ادب سلک خرمین سلک ساختہ  
 زباناہ محرم سان بھری جزا و کیف پنج زینت افزا منہ نہادت شد جزا، اللہ خیر العجزا۔  
 چلی اب گئی کے ہاتھوں سے جلا کر آشتیاں اپنا

نہ چھوڑا مائے جہل نے نہیں میں کچھ نشان اپنا

مجھ ناختی ستا ہے یہ عشق بدگماں اپنا  
 اگر ہوتا یمن اپنا گل اپنا باغیاں اپنا  
 یہ دولت خواہ اپنا منہرا اپنا ہسباں اپنا  
 نہایت منہ لگایا ہے سجن نے بیڑہ پاں کو  
 مت اس ستارہ سوختہ کو دل کہا کرو  
 پیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ  
 یہی اک ہشر میں قاتل رہا ہے

رقیباں کی زکچہ تعمیر ثابت ہے نہ خواں کی  
 یہ امرت و گمراہیہ کی مرے کی رہا کی آئے  
 اور نہ وہاں ہے ہمیں اپنے کہ ہے خام  
 مئی کے خون کا پیر سا کسی کی جان کا دشمن  
 تیش بھو شہرہ بھو کو ملا بھو  
 مہتر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو  
 خدا کے واسطے اس کو نہ تو کو

عن گئے مقبول شاہ دوزیر  
فلک مرتبت میر روشن ضمیر



تیر میر محمد تقی  
(سخن گئے مقبول شاہ دوزیر      فلک مرتبت میر روشن ضمیر)





[illegible]

[میر محمد تقی] اہل علم و فن مشہور زمانہ، در شعر گوئی یگانہ، ولے دار و مستمند و عشقے دار و نژدہ، بزرگ است و بزرگ دیدہ، از ہمسہ بریدہ، گوشہ عودت و زبیدہ، در اکبر آباد و زادہ یہ شاہجہاں آباد افتادہ، چند سہ ہکام و ناکامی استادمین، بعدہ رد و بجناب وزیر الممالک ہند۔ کلامش منبع، خیالات اور فیض۔ مگر از بسکہ دماغش نازک، اُفتادہ، سیادت او داد میرزا منشی دادہ، خاطر یہ ارباب سخن نہ ہند و جز یہ کلام برگزیدگان گوشش نمی دہد۔ معرکہ سخن چینی او و مدیم تازہ، او مطاعن اہل زمان در حق او بلبند آوازہ۔ شورش کلام او فتنہ خوست، از ورنامہ گواہ اوست۔ لائی اشعار آبدارش منتشر و ہمسہ مارا پیش نظر۔ نقوش چند بعضیہ ضمیر مرتسم دارم، بہ از رنگ خویش می نگارم۔

عید آئیدہ تک ہے گا کلا	ہو چکی عید تو گلے نہ ملا
جاتا ہے یار تیغ بکف عیسٰی کی طرف	اے کشتہ ستم تری غیرت کو کیس ہوا
اس کارواں سرامیں کیا بار میر کھولیں	میاں کوچ لگ رہا ہے شام و سحر تارا
وصل و محبہاں یہ جو دو منزل ہیں راہ عشق کی	دل غریب ان میں خدا جانے کہاں مارا گیا
بوئے گل اور رنگ گل دونوں ہیں دلکش سے نیم	ایک بقدر ایک نگاہ دیکھئے تو وفا نہیں
گور نے رختہ بندیاں کر دیں	اب کہاں جائے میری رسوائی
پکھ میں نہیں اس دل کی پریشانی کا باعث	برہم ہی مرے ہاتھ لگا تھا یہ رسالا
اک چشمک پیادہ ہے ساتی بہارِ عمر	چھپکی لگی کہ دور یہ آخر ہی ہو چکا
دل کی خواہش ہو کسی کو تو کی دل کی نہیں	اب بھی یہ جنس ہے یہ خریدار کہاں
ایک دن کچھ قفس میں ہم کہیں رہ جائیں گے	بیکلی گل بن بہت رہتی ہے ابکے سال کچھ
نامے پہ لوہور و رن و خط پھنچ ڈالے سائے	یہ میز بیٹھے بیٹھے قفسیر کیا نکالی
کعبے میں جاں بلب تھے ہم دوری تباں سے	آئے ہیں پھر کے یار و اب کے خدا کے یہاں
[کی شست و شو بدن کی جس دن بہت سی اس نے]	دھوئے تھے ہاتھ میں نے اس دن ہی اپنی جان



## "MURAQQA-I-SHUARA"

(ALBUM OF POETS).

---

This Album of eminent Urdu Poets, a fragment of a complete work now probably lost, is unique in many respects. It contains genuine portraits of poets who were literary celebrities and whose portraits were hitherto thought to be non-existent. There are Urdu verses of the well-known Persian poet, Qateel, a contemporary of Ghalib, which had upto now remained untraced. That the Album is over a hundred years old and is attested by such internal evidence as the accounts of the poets in the Album, specially the accounts of Mushafi, Zia, Tika Ram Tasalli, and Muztar Lakhnavi; by the condition of the paper on which the portraits are painted and accounts written; the pigments, colours and ink used by the artist or artists; and the style of penmanship. Of these the most important are Mir, Mirza Mazhar, Mushafi, Qateel and Hasrat. The Album is prepared in the old and approved traditional style of the Royal Albums produced in the times of Shah Jahan and later Moghul Emperors—the portrait of the poet, a short biographical account and a brief selection of his verses. It should be of valuable interest to all lovers of Urdu Literature.

I am grateful to Maulana Abul Kalam Azad for contributing a Foreword and to the Governments of India, Pakistan and Uttar Pradesh for their encouragement and help in the publication of the Album. My thanks are due to Professor Masud Hasan Rizavi, of Lucknow, for assistance in reading the manuscript.

Popes Villa  
Nainital, U. P.  
1955.

*Ram Baln Saksena*

6. "QATEEL" FARIDABADI—Diwali Singh or Dalwali Singh, Khattri, of Faridabad near Delhi,—changed his name to Mirza Mohammad Hasan after his conversion to Islam,—migrated to Delhi, Kalpi and Lucknow,—a great Persian scholar and poet and a redoubtable adversary of Ghalib,—his Urdu verses are a rarity.
7. "MUSHAFI" AMROHAVI—Ghulam Hamdani,—one of the greatest Urdu poets and literateurs of his age,—*ustad* of many eminent Urdu poets,—migrated to Delhi and then to Lucknow,—attached to the court of Prince Sulaiman Shikoh,—his poetical duels with Insha at Lucknow are well known,—a facile and prolific writer of Urdu verse,—has left two Persian *diwans* seven Urdu *diwans*, and three *tazkiras* of poets,—died in 1240 A.H.
8. "MUZTAR" LAKHNAVI—Kirpa Dayal Saksena, alias Kunwar Sen,—originally of Delhi and settled at Lucknow,—his ancestors occupied posts of dignity and honour,—he was Tahsildar of Dibai district Bulandshahr,—a pupil of Mushafi,—a scholar and a poet of distinction.
9. "MAZHAR" DEHLAVI—Mirza Jan-e-Jan—Shamsuddin, Mirza Jan-e-Janan,—a great *sufi*, a most eminent and talented poet of Urdu and Persian and a great influence,—was held in great veneration for his piety and poetic powers,—*ustad* of many distinguished poets,—was wantonly murdered in 1194 A.H. (1780A.D.)
10. "MIR"—MIR TAQI MIR—One of the greatest name in Urdu poetry,—beyond all praise,—migrated from Agra to Delhi and then to Lucknow,—attached to the court of Nawab Asafuddaulah,—the greatest master of Urdu *ghazal*,—died 1225 A.H.

## TABLE OF CONTENTS

---

### Poets (in alphabetical order).

1. "PARWANA" LAKHNAVI—Rai Jaswant Singh, son of Raja Beni Bahadur,—author of Persian and Urdu *diwans*,—attached to the court of Nawab Asafuddaulah of Lucknow,—pupil of Mushafi.
2. "TASALLI" LAKHNAVI—Rai Tika Ram,—Saksena Kayestha, originally from Etawah, settled at Lucknow,—a notable poet and a grandee,—pupil of Mushafi and Fakhir Makin,—Nawab Asafuddaulah honoured him with his visits to the *mushairas* convened by him.
3. "HASRAT" DEHLAVI—Mirza Ja'far Ali Khan Hasrat,—attached to the court of Shah Alam II,—migrated to Fyzabad and Lucknow,—*ustad* of Juraat,—flourished in the latter half of nineteenth century,—an eminent poet of Urdu.
4. "ZIA" DEHLAVI—Mir Ziauddin,—contemporary of Sauda and Mir,—migrated to Fyzabad and Lucknow from Delhi, and then to Azimabad (Patna),—attached to the court of Maharajah Shitab Rai and *ustad* of his son, Raja Bahadur, "Raja,"—Mir Hasan also consulted him in the beginning,—a poet of merit and distinction.
5. "FIDVI" LAHORI—Originally a Hindu Vaishya, by caste, and named Mukand Lal,—became a convert to Islam and changed his name to Fidai Beg,—a poet and a satirist,—engaged himself in poetical controversies with Sauda,—The youngman sitting by his side is a friend and companion.

*This book is copyright. All rights of translation and reproduction (including abridgement) of the whole or any part of this book are reserved under the Indian Copyright Act and International Copyright Conventions.*

First Edition	1000
Price	Rs. 20/-

PRINTED AT THE  
RAMA PRINTING WORKS  
DELHI.



# “MURAQQA-I-SHUARA”

(Genuine portraits of ten old and eminent poets of Urdu, with their reliable  
biographical accounts, and selection of their verses)

*FROM THE PEN OF A CONTEMPORARY*

WITH A FOREWORD

*By*

MAULANA ABUL KALAM AZAD

---

*BY*

Dr. RAM BABU SAKSENA

D. Litt. (honoris causa.)

MEMBER, SAHITYA AKADEMI, INDIA

---

*Published by*

DHOOMI MAL DHARAM D/  
CHAORI BAZAR, DELHI.

1956





This Album of eminent Urdu poets is unique. It contains ten genuine portraits, in four colours, of Parwana Lakhnavi, Tasalli Lakhnavi, Hasrat Dehlavi, Zia Dehlavi, Fidvi Lahori, Qateel Faridabadi, Mushafi Amrohavi, Muhtar Lakhnavi, Mazhar Jan-e-Jan Dehlavi, and Mir Taqi Mir. The Album is over a hundred years old and is attested by the accounts of the poets in the Album; the condition of the paper on which the portraits are painted and accounts written; the pigments, colours and ink used by the artist or artists; and the style of penmanship. The Album is prepared in the old and approved traditional style of the Royal Albums produced in the times of Shah Jahan and later Mughal Emperors—the portrait of the poet, a short biographical account and a brief selection of his verses. The portraits are also works of art. There are Urdu verses of Qateel, which are a rarity.

This epoch-making Album is published with a foreword of Maulana Abul Kalam Azad by the eminent scholar and foremost critic of Urdu Dr. Ram Babu Saksena, Member Sahitya Akademi, India, (National Academy of Letters), P.E.N. (England and India), Hindustani Academy; Author of History of Urdu Literature; Tanikh Adab-i-Urdu; European and Indo-Europeans poets of Urdu and Persian; Masnawyyat-i-Mir ba Khatt-i-Mir and other works. His forthcoming works are;

1. Symbolism and Literature with special reference to Languages of India (800 Pages).
2. Hindi Poetry of Urdu and Persian poets (800 pages).
3. Modern Urdu Literature 3 volumes.

**PRICE** Rs. 100-00

# "MURAQQA-I-SHUARA"

( Album of Poets )

(Containing genuine four-coloured portraits of ten old and eminent poets of Urdu,  
with their reliable biographical accounts, and selection of their verses.)

*FROM THE PEN OF A CONTEMPORARY*

WITH A FOREWORD

*By*

MAULANA ABUL KALAM AZAD

---

*BY*

Dr. RAM BABU SAKSENA

D. Litt. (*honoris causa.*)

MEMBER, SAHITYA AKADEMI, INDIA

---

*Published by*

DHOOMI MAL DHARAM DAS  
CHAORI BAZAR, DELHI.

1956

